قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل

لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

سوموار 23 دسمبر 2019ء | 25 ربیع الثانی 1441 ہجری قمری | جلد نمبر: 1 | شمارہ: 9

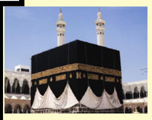

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ مَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ؕ اُولٰٓئِکَ یُعۡرَضُوۡنَ عَلٰی رَبِّہِمۡ وَ یَقُوۡلُ الۡاَشۡہَادُ ہٰۤؤُلَآءِ الَّذِیۡنَ کَذَبُوۡا عَلٰی رَبِّہِمۡ ۚ اَلَا لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۹﴾

(ھود:19)

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ گھڑے۔ یہی لوگ ہیں جو اپنے ربّ کے حضور پیش کئے جائیں گے اور گواہی دینے والے کہیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ربّ پر جھوٹ بولا تھا۔ خبردار! ظلم کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

بدری صحابی حضرت عتبہؓ بن غزوان کا مزید کچھ ذکر خیر۔ حضرت سعد بن عبادہؓ کی سیرت و سوانح کا دلکش نقشہ

اِن جاں نثارانِ اسلام کی زندگی کاایک ایک واقعہ اِن کی شجاعت اور فدائیت پر شاہد ہے

حضرت عتبہ بن غزوانؓ رسول اللہ ﷺ کے ماہر تیر اندازوں میں سے تھے۔حضرت عمرؓ نے آپ کو بصرہ کا والی مقرر فرمایا

حضرت سعد بن عبادہؓ سردار اور سخی تھے، تمام غزوات میں انصار کا جھنڈا ان کے پاس رہا، انصار میں صاحب وجاہت اور ریاست تھے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 20 دسمبر 2019ء بمقام مسجد مبارک اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 20 دسمبر 2019ء کو مسجد مبارک اسلام آباد ٹلفورڈ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست نشر کیا گیا۔

حضرت عتبہؓ بن غزوان کا ذکر خیر

حضور انور نے فرمایا: گزشتہ خطبہ میں صحابہؓ کے ذکر میں حضرت عتبہؓ بن غزوان کا ذکر چل رہا تھا اور وہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ اس ضمن میں کچھ اور باتیں بھی ہیں جو اب بیان کروں گا۔ آنحضرت ﷺ نے سن 2 ہجری میں اپنے پھوپھی زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی قیادت میں ایک سرّیہ نخلہ کی طرف بھیجا۔ حضرت عتبہؓ بھی اس سریہ میں شامل تھے۔ حضور انور نے سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمدؓ سے اس سرّیہ کی تفصیل بیان فرمائی۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ اِن جاں نثارانِ اسلام کی زندگی کاایک ایک واقعہ اِن کی شجاعت اور فدائیت پر شاہد ہے۔فرمایا: حضرت عتبہ بن غزوانؓ کو غزوہ بدر اور بعد کے تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شریک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت عتبہ بن غزوانؓ کے دو آزاد کردہ غلاموں خباب اور سعد کو بھی ان کے ساتھ جنگ بدر میں شریک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت عتبہ بن غزوانؓ رسول اللہ ﷺ کے ماہر تیر اندازوں میں سے تھے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت عتبہؓ کو ارضِ بصرہ کی سرزمین کی طرف روانہ فرمایا تاکہ وہ اُبُلّۃ مقام کے لوگوں سے لڑیں جو فارس سے ہیں۔ روانہ کرتے ہوئے حضرت عمرؓ نے انہیں فرمایا کہ: تم اور تمہارے ساتھی چلتے جاؤ یہاں تک کہ سلطنت عرب کی انتہا اور مملکت عجم کی ابتدا تک پہنچ جاؤ۔ پس تم اللہ کی برکت اور بھلائی کے ساتھ چلو۔ جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہنا اور جان لو کہ تم سخت دشمنوں کے پاس جا رہے ہو۔ پھر آپؓ نے فرمایا کہ: میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے خلاف تمہاری مدد کرے گا اور میں نے حضرت علا بن حضرمی کو لکھ دیا ہے کہ ارفجہ بن حرسمہ کے ذریعہ تمہاری مدد کرے کیونکہ وہ دشمن سے لڑنے میں بڑا تجربہ کار اور فنِ حرب سے خوب واقف ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا: پس تم اس سے مشورہ لینا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا۔ جو شخص تمہاری بات مان لے اُس کا اسلام قبول کرنا اور جو شخص نہ مانے اُس پر جزیہ مقرر کرنا جس کو وہ خود اپنے ہاتھ سے عاجزی کے ساتھ ادا کرے اور جو اس کو بھی نہ مانے تو تلوار سے کام لینا ۔ عربوں میں سے جن کے پاس سے گزرو انہیں جہاد کی ترغیب دینا اور دشمن کے ساتھ ہوشیاری سے برتاؤ کرنا اور اللہ سے ڈرتے رہنا جو تمہارا ربّ ہے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت عتبہؓ کو بصرہ کی طرف 800 آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا تھا۔ بعد میں مزید مدد بھی پہنچائی۔ حضرت عتبہؓ نے اُبلّۃ مقام کو فتح کیا اور اس جگہ بصرہ شہر کی حد بندی کی۔ آپؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بصرہ کو شہر بنایا اور اسے آباد کیا۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے جب حضرت عتبہ بن غزوانؓ کو بصرے پر والی مقرر فرمایا تو خریبہ مقام پر وہ ٹھہرے تھے ۔خریبہ فارس کا ایک پُرانا شہر تھا ۔ اس کے پاس جنگِ جمل بھی ہوئی تھی۔ حضرت عتبہؓ نے حضرت عمرؓ کے نام خط میں لکھا کہ مسلمانوں کے لئے ایک ایسی جگہ ناگزیر ہے جہاں وہ سردیوں کا موسم گزار سکیں اور جنگوں سے واپسی پر ٹھہر سکیں۔ حضرت عمرؓ نے انہیں لکھا کہ انہیں ایک ایسی جگہ جمع کرو جہاں پانی اور چراگاہ قریب ہو ،اگر یہ منصوبہ ہے تو جگہ ایسی ہونی چاہئے جہاں پانی بھی موجود ہو اور جانوروں کے لئے چراگاہ بھی ہو۔ اس پر حضرت عتبہؓ نے انہیں بصرہ میں جا ٹھہرایا۔ مسلمانوں نے وہاں بانس سے مکان تعمیر کئے۔ حضرت عتبہؓ نے بانس سے مسجد تعمیر کروائی۔ یہ 14 ہجری کا واقعہ ہے حضرت عتبہؓ نے مسجد کے قریب ہی کھلی جگہ پر امیر کا گھر بنوایا۔ لوگ جب جنگ کے لئے نکلتے تو ان بانس سے بنے گھروں کو اُکھاڑتے اور باندھ کر رکھ جاتے اور جب واپس آتے تواسی طرح دوبارہ گھر بناتے۔ بعد میں لوگوں نے وہاں پکے مکان بنانے شروع کئے۔ حضرت عتبہؓ نے مِحجن بن ادرۃ کو حکم دیا جس نے بصرہ کی جامع مسجد کی بنیاد ڈالی اور اسے بانسوں سے تیار کیا۔ اس کے بعد حضرت عتبہؓ حج کرنے کے لئے نکلے اور مجاشع بن وسود کو جانشین ،اپنا قائمقام بنایا اور اُسے فرات کی طرف کُوچ کا حکم دیا اور حضرت مغیرۃؓ بن شعبہ کو حکم دیا کہ وہ نماز کی امامت کیا کریں۔ جب حضرت عتبہؓ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے تو انہوں نے بصرہ کی ولایت سے استعفیٰ دینا چاہا ، کہہ دیا کہ اب بڑا مشکل ہے میرے لئے کسی اور کو مقرر کر دیں وہاں کا امیر۔ تاہم حضرت عمرؓ نے ان کا استعفیٰ منظور نہیں کیا۔ روایت میں آتا ہے کہ اس پر اُنہوں نے دُعا کی کہ اے اللہ ! مجھے اب اس شہر کی طرف دوبارہ

(باقی صفحہ 8 پر)

اس شمارہ میں

- خلاصہ خطبہ جمعہ
- نظم
- متن خطبہ جمعہ 29 نومبر 2019ء
- تحریک وقف جدید
- جلسہ سالانہ فرنچ گیانا
- جلسہ فرنچ گیانا کے موقع پر حضور انور کا خصوصی پیغام

دربارِ خلافت

تمام برائیوں اور لغویات سے خود کو بچائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

’’ ہر قسم کا جھوٹ غلط اور گناہ کی باتیں تاش کھیلنا، اس قسم کی اور کھیلیں۔ آجکل دکانوں پر مشینیں پڑی ہوتی ہیں چھوٹے بچوں کو جوئے کی عادت ڈالنے کے لئے، رقم ڈالنے کے بعد بعض نمبروں کی گیمیں ہوتی ہیں کہ یہ ملاؤ، اتنے پیسے ڈالو تو اتنے پیسے نکل آئیں گے تو اس طرح جیتنے سے اتنی بڑی رقم حاصل ہو جائے گی، یہ سب لغو چیزیں ہیں۔ اسی طرح بیٹھ کر مجلسیں جمانا، گپیں ہانکنا، پھر دوسروں پر بیٹھ کے اعتراض وغیرہ کرنا یہ سب ایسی باتیں ہیں جو لغویات میں شامل ہیں... بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ بلاوجہ دوسروں کو مشورے دینے لگ جاتے ہیں۔ کسی نے کوئی مشورہ نہ بھی پوچھا ہو تو عادتاً مشورہ دیتے ہیں یا بعض ایسی باتیں کر جاتے ہیں جو کسی کی دل شکنی کا یا اس کے لئے مایوسی کا باعث بن جاتی ہے۔ مثلاً کسی نے کار خریدی، کہہ دیا یہ کار تو اچھی نہیں فلاں زیادہ اچھی ہے۔ وہ بیچارہ پیسے خرچ کرکے ایک چیز لے آتا ہے اس پہ اعتراض کر دیا یا پھر اور اسی طرح کی چیز لی اس پہ اعتراض کر دیا۔ اس کی وجہ سے پھر دوسرا فریق جس پہ اعتراض ہو رہا ہوتا ہے وہ پھر بعض دفعہ مایوسی میں چڑ بھی جاتا ہے اور پھر تعلقات پہ بھی اثر پڑتا ہے۔ تو بلاضرورت کی جو باتیں ہیں وہ بھی لغویات میں شمار ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ دو آدمی باتیں کر رہے ہیں تیسرا بلاوجہ ان میں دخل اندازی شروع کر دے، یہ بھی غلط چیز ہے لغویات میں اس کا شمار ہے...کسی پر الزام تراشی کرنا، بغیر ثبوت کے کسی کو بلاوجہ بدنام کرنا، اس کے افسران تک اس کی غلط رپورٹ کرنا، عدالتوں میں بلاوجہ اپنی ذاتی انا کی وجہ سے کسی کو کھینچنا، گھریلو جھگڑوں میں میاں بیوی کے ایک دوسرے پر گندے اور غلیظ الزامات لگانا پھر سینما وغیرہ میں گندی فلمیں (گھروں میں بھی بعض لوگ لے آتے ہیں) دیکھنا، تو یہ تمام لغویات ہیں۔ پھر انٹرنیٹ کا غلط استعمال ہے یہ بھی ایک لحاظ سے آجکل کی بہت بڑی لغو چیز ہے...پھر آجکل کی لغویات میں سے ایک چیز سگریٹ وغیرہ بھی ہیں ... نوجوانوں میں اس کی عادت پڑتی ہے اور پھر تمام زندگی یہ جان نہیں چھوڑتی سوائے ان کے جن کی قوت ارادی مضبوط ہو۔ اور پھر سگریٹ کی وجہ سے بعض لوگوں کو اور نشوں کی عادت بھی پڑ جاتی ہے... تو وہ لوگ جو اس لغو عادت میں مبتلا ہیں کوشش کریں کہ اس سے جان چھڑائیں۔ اور والدین خاص طور پر بچوں پر نظر رکھیں کیونکہ آجکل بچوں کو نشوں کی باقاعدہ پلاننگ کے ذریعے عادت بھی ڈالی جاتی ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ یہ ہو جاتا ہے کہ بیچارے بچوں کے برے حال ہو جاتے ہیں۔ آپ ... دیکھیں کس قدر لوگ ان نشوں کی وجہ سے اپنی زندگیاں برباد کر رہے ہیں۔ ایک بہت بڑی تعداد ... آپ دیکھیں گے سگریٹ پینے کی وجہ سے حشیش یا دوسرے نشوں میں مبتلا ہو گئی۔ اور اپنے کاموں سے بھی گئے، اپنی ملازمتوں سے بھی گئے، اپنی نوکریوں سے بھی گئے، اپنے کاروباروں سے بھی گئے، اپنے گھروں سے بھی بے گھر ہوئے اور زندگیاں برباد ہوئیں۔ بیوی بچوں کو بھی مشکل میں ڈالا...تو یہ سب اس لغوعادت کی وجہ سے ہی ہے۔ اس لئے کسی بھی لغو چیز کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے۔یہی چھوٹی چھوٹی باتیں پھر بڑی بن جایا کرتی ہیں... ہر ایک اپنا جائزہ لیتا رہے کہ کیاکیا لغویات اس میں پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ ہر برائی لغو ہے یا ہر لغو حرکت یا بات گناہ ہے، اس کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے... ان باتوں سے ... ان تمام برائیوں اور لغویات سے اپنے آپ کو بچائیں...اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطافرمائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20 اگست 2004ء)

لفظ ڈھل جائے جس کو تو بولے

قبلہ رخ ہو کے باوضو بولے
لفظ ڈھل جائے جس کو تو بولے

نرم و نازک، حسین، خوشبودار
ایک ہی پھول چارسُو بولے

لِلّٰہِ الْحَمْدُ عہد الفت میں
پانچ کے پانچ خوبرو بولے

قدرتِ ثانیہ کا ہر مظہر
عکس در عکس ہو بہ ہو بولے

سلسلہ وار ایک ہی آواز
دشت در دشت کُو بہ کُو بولے

اس کراں تا کراں خموشی میں
کون بولے اگر نہ تو بولے

کون ہے تو کہاں سے آیا ہے
تیرا اندازِ گفتگو بولے

تجھ سے ملنے کے بعد بھی دل میں
تجھ سے ملنے کی آرزو بولے

میرے اندر بھی بولتا ہے تو
میرے باہر بھی تو ہی تو بولے

بولنا بھول جائے دنیا کو
مسکرا کر اگر نہ تو بولے

مسکرا دوں اگر سرِ مقتل
میں نہ بولوں مرا لہو بولے

پھول تو پھول ہے بہر صورت
چپ رہے بھی تو رنگ و بو بولے

قتلِ ناحق سے قتلِ ناحق تک
سارا رستہ لہو لہو بولے

چوہدری محمد علی مضطرؔ

خطبہ جمعہ

آنحضرت ﷺ کی اطاعت و محبت میں فنا اور اخلاص و وفا کے پیکر بدری صحابہ

حضرت یزید بن ثابت، حضرت مُعوِّذ بن عَمرو بن جموح اور حضرت بِشر بن براء رضی اللہ عنہم کی سیرت مبارکہ کا دلکش تذکرہ

لنگڑاہٹ کے باوجود حضرت عمرو بن جموح کا جنگ میں شامل ہونے کا جوش اور آپ کے شہید ہونے کا ذکر۔

آنحضرت نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے عمرو کو جنت میں اپنے لنگڑے پن کے ساتھ چلتے ہوئے دیکھا ہے

جنگِ اُحد میں اونگھ نازل ہونے کا واقعہ اور اَمَنَۃً نُّعَاساً کی تفسیر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا ہے کہ یہ ایک معجزہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص سکون کی کیفیت ان کو عطا کی گئی تھی

ایک یہودی عورت کی طرف سے رسول کریم ﷺ کو زہر آلود گوشت کھلانے کے واقعہ کا تفصیلی ذکر

مفسرین و محدثین کے غلط نتیجہ نکالنے کی تردید اور رسول کریم ﷺ کے اس کے بعد بھی بھرپور زندگی گزارنے کی دلیل کے ساتھ وضاحت

آنحضرت ﷺ زہر دیئے جانے کے واقعہ کے بعد چار سال تک زندہ رہے اور بھرپور زندگی گزاری، جنگوں میں جاتے رہے اور عبادات اور دیگر معمولات میں بھی رتی بھر فرق نہیں آیا

خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 29 نومبر 2019ء بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت یزید بن ثابتؓ ایک بدری صحابی تھے ان کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کے خاندان بنو مالک بن نَجّار سے تھا۔ حضرت یزیدؓ کے والد کا نام ثابت بن ضَحّاک اور والدہ کا نام نَوار بنت مالک تھا۔ حضرت یزید حضرت زید بن ثابتؓ کے بڑے بھائی تھے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ المجلد الثانی صفحہ 137 ’’زید بن ثابت‘‘ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2008ء)

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ المجلد الرابع صفحہ 677 ’’یزید بن ثابت‘‘ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2008ء)

اور حضرت یزید بن ثابت نے دُبَیَّہ بنت ثابت سے شادی کی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ، جزء3 صفحہ 254، ’’ثابت بن خالد‘‘ داراحیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

اور یہ بھی ان کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت یزید بن ثابتؓ غزوہ بدر اور احد دونوں میں شامل ہوئے تھے۔

حضرت یزید بن ثابتؓ کی شہادت 12 ہجری میں حضرت ابو بکرؓ کے دورِ خلافت میں جنگِ یمامہ کے روز ہوئی جبکہ ایک دوسرے قول کے مطابق جنگِ یمامہ کے روز انہیں ایک تیر لگا تھا اور واپسی پر راستے میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب المجلد4 صفحہ 132 ’’یزید بن ثابت‘‘ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 2002ء)

(کتاب الثقات لابن حبان جلد1 صفحہ 468، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1998ء)

حضرت یزید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ ظاہر ہوا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وہ بھی کھڑے ہو گئے۔ وہ سب کھڑے رہے یہاں تک کہ وہ جنازہ گزر گیا۔

(سنن النسائی کتاب الجنائز بَابُ الْاَمْرِ بِالْقِیَامِ لِلْجَنَازَۃِ حدیث 1920)

یہی واقعہ ایک اور روایت میں تفصیل کے ساتھ اس طرح بیان ہوا ہے۔

حضرت یزید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ کے ہم راہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ ظاہر ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو آپ جلدی سے کھڑے ہوئے اور آپؐ کے صحابہ بھی تیزی سے کھڑے ہو گئے۔ وہ تب تک کھڑے رہے جب تک جنازہ گزر نہ گیا۔ حضرت یزیدؓ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! مَیں نہیں سمجھتا کہ آپؐ کسی تکلیف یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے کھڑے ہوئے تھے اور میرا خیال ہے کہ وہ کسی یہودی مرد یا عورت کا جنازہ تھا اور ہم نے آپؐ سے آپؐ کے کھڑے ہونے کی وجہ بھی دریافت نہ کی۔

(المصنف لابن ابی شیبۃ مترجم جلد3 صفحہ 732 کتاب الجنائز باب مَنْ قَالَ یُقَامُ لِلْجِنَازَۃِ إِذَا مَرَّتْ حدیث 12030، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

پھر حضرت یزید بن ثابتؓ سے ایک اور روایت ہے کہ وہ لوگ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ یہ سنن نسائی کی ہے۔ حضرت یزید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ آپ نے ایک نئی قبر دیکھی (یہ ایک اَور واقعہ ہے۔ ایک دوسرا واقعہ بیان ہو رہا ہے) کہتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ آپؐ نے ایک نئی قبر دیکھی تو فرمایا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ فلاں قبیلے کی لونڈی کی قبر ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہچان لیا۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ وہ دوپہر کے وقت فوت ہوئی تھی اور آپؐ اُس وقت قیلولہ فرما رہے تھے۔ ہم نے آپؐ کو اس وجہ سے اٹھانا پسند نہیں کیا کہ آپ آرام کر رہے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اپنے پیچھے لوگوں کی صف بندی کی اور آپؐ نے اس پر چار تکبیریں کہیں یعنی اس قبر کے اوپر ہی آپؐ نے صفیں بنوا کے جنازہ پڑھا۔ پھر فرمایا کہ جب تک مَیں تمہارے درمیان ہوں جو بھی تم میں سے فوت ہو اس کی خبر مجھے ضرور دو کیونکہ میری دعا اس کے لیے رحمت ہے۔

(سنن النسائی کتاب الجنائز بَابُ الصَّلَاۃُ عَلَی الْقَبْرِ حدیث 2022)

اسی طرح یہ روایت مسلم اور سنن ابو داؤد اور ابن ماجہ میں بھی ہے۔ ابن ماجہ میں اس طرح تفصیلاً بیان ہوا ہے کہ حضرت یزید بن ثابتؓ نے بیان کیا اور وہ زید سے بڑے تھے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ جب آپ جنت البقیع میں پہنچے تو وہاں ایک نئی قبر تھی۔ آپؐ نے اس کے متعلق دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ فلاں عورت ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ نے اس کو پہچان لیا اور فرمایا تم نے مجھے اس کے متعلق کیوں خبر نہ دی۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپؐ دوپہر کو آرام فرما رہے تھے۔ آپ روزے سے بھی تھے۔ ہم نے پسند نہ کیا کہ آپ کو تکلیف دیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا فعل نہ کرو جو مَیں نہیں جانتا۔ یعنی مَیں نے تو کبھی نہیں ایسا کہا۔ تم میں سے جو کوئی بھی فوت ہو جب تک مَیں تمہارے درمیان ہوں مجھے اس کے بارے میں ضرور اطلاع کیا کرو کیونکہ اس پر میری دعا اس کے لیے باعثِ رحمت ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور ہم نے آپؐ کے پیچھے صف بنائی اور آپؐ نے اس پر چار تکبیریں پڑھیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِی الصَّلَاۃِ عَلَی الْقَبْرِ حدیث 1528)

صحیح بخاری کی ایک روایت ہے جو حضرت ابوہریرہؓ سے ہے کہ ایک سیاہ فام خاتون کے متعلق روایت مروی ہے۔ یہ قبر پہ جنازہ پڑھنے کے بارے میں ہے جس میں یہ بیان ہے کہ وہ مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ خاتون مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی وہ فوت ہو گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے چند روز نہ دیکھا تو آپؐ نے اس خاتون کے متعلق پوچھا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ فوت ہو گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کیا تم نے مجھے اس کی اطلاع نہیں دینی تھی۔ اس عورت کی قبر کا پتا بتاؤ۔ چنانچہ آپؐ اس عورت کی قبر

پر تشریف لے گئے اور اس کا جنازہ پڑھا۔

(صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ باب کنس المسجد والتقاط الخرق…حدیث458)

(صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ باب الخدم للمسجد حدیث460)

سنن ابن ماجہ کی شرح اِنْجَازُ الْحَاجَۃ کا مصنف لکھتا ہے کہ یہ ایک سیاہ فام خاتون تھی جس کا نام امام بیہقی نے اُمِّ مِحْجَن بیان کیا ہے اور ابنِ مَنْدَہ نے اس کا نام خَرْقَاءبیان کیا ہے اور صحابیاتؓ میں سے اس کو شمار کیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ خرقاء اس خاتون کا نام ہو اور اُمِّ مِحْجَن اس کی کنیت ہو۔ یعنی دونوں نام صحیح ہیں۔

(انجاز الحاجۃ شرح سنن ابن ماجۃ جلد4 صفحہ332، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصلاۃ علی القبر حدیث1527، دارالنور اسلام آباد2011ء)

اگلے صحابی جن کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت مُعَوِّذبن عَمْرو بن جَمُوحؓ۔ حضرت مُعَوِّذ کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کے خاندان بنو جُشَم سے تھا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ470، الانصار ومن معھم / من بنی جشم، دار الکتب العلمیۃ بیروت2001ء)

حضرت مُعَوِّذؓ کے والد کا نام عَمْرو بن جَمُوح اور ان کی والدہ کا نام ہند بنت عَمْرو تھا۔ حضرت مُعَوِّذبن عَمْرو بن جَمُوحؓ اپنے دو بھائیوں حضرت مُعاذؓ اور حضرت خَلّادؓ کے ساتھ غزوہ ٔبدر میں شامل ہوئے تھے اس کے علاوہ یہ غزوہ ٔاحد میں بھی شامل ہوئے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ثالث صفحہ 426-427 و اخوہ مُعَوِّذ بن عَمْرو۔ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 2012ء)

حضرت مُعَوِّذبن عَمْروؓ کے والد وہی عَمْرو بن جَمُوح ہیں جن کو ان کے بیٹوں نے ان کی لنگڑاہٹ کی وجہ سے پاؤں کی تکلیف کی وجہ سے بدر میں شامل نہیں ہونے دیا تھا۔ اس کا ذکر مَیں پہلے بھی ایک دفعہ خطبے میں کر چکا ہوں ۔ مختصراً بتا دوں کہ جب احد کا موقع آیا تو حضرت عمروبن جَمُوحؓ نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ بدر کے موقعے پر تم نے مجھے جنگ پہ جانے نہیں دیا تھا لیکن اب میں ضرور جاؤں گا ۔احد کی جنگ میں تم مجھے روک نہیں سکتے۔ ان کے بیٹوں نے بہتیرا کہا کہ آپ کی ٹانگ خراب ہے۔ آپ پہ تو جنگ ضروری بھی نہیں ہے۔ ایسے حالات میں فرض نہیں ہے لیکن حضرت عَمْروبن جَمُوحؓ نہیں مانے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ !میرے بیٹے میرے پاؤں کی تکلیف کی وجہ سے جنگ میں مجھے شامل ہونے سے روک رہے ہیں لیکن میں آپؐ کے ساتھ جہاد میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا کہ جہاں تک تمہارا تعلق ہے تمہیں اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا ہے اور تم پر اس وجہ سے جہاد فرض نہیں ہے لیکن پھر آپؐ نے انہیں ان کا وہ جوش دیکھ کے، شوق دیکھ کے اجازت بھی دے دی۔ حضرت عمروبن جَمُوحؓ نے اپنا جنگ کا سازو سامان لیا اور یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ اے اللہ! مجھے شہادت عطا فرما اور مجھے ناکام و نامراد اپنے اہل و عیال کی طرف نہ لوٹانا اور پھر حقیقتاً ان کی یہ خواہش پوری ہوئی اور وہ میدان احد میں شہید ہوئے۔ ان کی شہادت کے بعد ان کی بیوی حضرت ہند نے انہیں اور اپنے بھائی عبداللہ بن عَمْرو کو بھی ایک سواری پر رکھا اور ان دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ ٔقدرت میں میری جان ہے کہ مَیں نے عَمْرو کو جنت میں اپنے لنگڑے پن کے ساتھ چلتے ہوئے دیکھا ہے۔

(اسدالغابۃ جلد4 صفحہ195-196 عَمْرو بن الجَمُوح، دارالکتب العلمیۃ بیروت2008ء)

پھر اگلے صحابی جن کا ذکر ہے ان کا نام حضرت بِشربن بَراء بن مَعْرُورؓ ہے۔ حضرت بِشر کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کے خاندان بنو عبید بن عدی سے تھا اور دوسرے قول کے مطابق بنو سلمہ سے تھا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ471، باب الانصار ومن معھم، دارالکتب العلمیہ بیروت2001ء)

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن اثیر جلد1 صفحہ380، بشر بن البَراء ، دارالکتب العلمیہ بیروت2008ء)

دو مختلف روایتیں بیان کی جاتی ہیں ۔

حضرت بِشرؓ کے والد کا نام حضرت بَراء بن مَعْرُور اور والدہ کا نام خُلَیْدَہ بنتِ قَیس تھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ291، بِشر بن البَراءؓ، داراحیاء التراث العربی 1996ء)

حضرت بِشر کے والد حضرت بَراء بن مَعْرُورؓ اُن بارہ (12)نقیبوں میں سے تھے جو مقرر کیے گئے تھے اور قبیلہ بنو سَلَمَہ کے نقیب تھے۔ حضرت بَراءؓ ہجرت سے ایک ماہ قبل حالتِ سفر میں فوت ہو گئے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے ان کی قبر پر تشریف لے جاکر چار تکبیرات ادا فرمائیں۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن اثیر جلد1 صفحہ365-366، البَراءؓبن معرور، دارالکتب العلمیہ بیروت2008ء)

حضرت بِشرؓ اپنے والد کے ساتھ بیعتِ عقبہ ثانیہ میں شامل ہوئے اور حضرت بِشر بن بَراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماہر تیر اندازصحابہؓ میں سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بِشرؓ اور حضرت واقد بن عبداللہؓ جنہوں نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تھی، ان کے درمیان عقدِ مؤاخات قائم فرمایا۔ حضرت بِشر غزوہ بدر، اُحد ،خندق ،حدیبیہ اور خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ الجزءالاول، صفحہ426، بِشر بن البَراءؓ، دارالکتب العلمیہ بیروت2005ء)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ291، بِشر بن البَراءؓ، داراحیاء التراث العربی1996ء)

عبدالرحمٰن بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بَنُو نَضَلَہ! (بعض روایت میں بنو سلمہ لکھا ہے کہ)تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ جَدِّ بنِ قَیس۔ آپ نے فرمایا کہ اسے کس وجہ سے سردار مانتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ وہ ہم سے زیادہ مال دار ہے۔ بڑا امیر آدمی ہے۔ بڑا آدمی ہے اس لیے ہم نے اس کو سردار بنا لیاہے لیکن ساتھ یہ بھی کہا کہ ہم محض بخل کی وجہ سے اسے معیوب سمجھتے ہیں ۔وہ بڑا بخیل ہے ، کنجوس ہے اور اس کی یہ بات ہمیں پسند نہیں ہے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخل سے زیادہ بڑی بیماری کون سی ہے ؟یہ بخیل ہونا تو بہت بڑی بیماری ہے ۔وہ تمہارا سردار نہیں ہے اور اس وجہ سے وہ تمہارا سردار نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! پھر ہمارا سردار کون ہے آپ ہی بتا دیں؟ آپ نے فرمایا کہ بِشربن بَراء بن مَعْرُورؓ تمہارا سردار ہے جن صحابیؓ کا ذکر ہو رہا ہے۔ ان کے بارے میں فرمایا کہ یہی تمہارا سردار ہے اور ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا سردار سفید رنگ والا، گھنگھریالے بالوں والا بِشر بن بَراء بن مَعرور ہے۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ الجزء الاول، صفحہ426-427، بِشر بن البَراءؓ، دارالکتب العلمیہ بیروت2005ء)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ 291، بِشر بن البَراءؓ، داراحیاء التراث العربی1996ء)

حضرت بِشر بن بَراءؓ نے حضرت قُبَیْسَہ بنتِ صَیفی سے شادی کی جس سے ان کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام عالیہ تھا۔ حضرت قُبَیْسَہ نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت بھی کی۔

(الطبقات الکبریٰ الجزء 8 صفحہ435، قُبَیْسَۃ بنت صَیفیؓ، دارالکتب العلمیۃ بیروت1996ء)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہود اَوس اور خَزرج کے مقابلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے فتح کی دعا مانگا کرتے تھے۔ آپس میں لڑتے تھے تو یہ دعا مانگا کرتے تھے ۔یہ نبی جس کی پیش گوئی ہے مبعوث ہونے والا ہے اس کے نام پہ ہمیں فتح عطا کر۔ اللہ تعالیٰ سے مانگتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب میں سے مبعوث فرمایا تو انہی لوگوں نے آپ کا انکار کیا اور جو بات وہ کہا کرتے تھے اس سے انکاری ہو گئے۔ یہی طریقہ ہے ہمیشہ سے انکار کرنے والوں کا۔ حضرت معاذبن جبلؓ اور حضرت بِشربن بَراءؓ اور داؤدبن سلمہؓ نے ان سے ایک دن کہا کہ اے یہود کے گروہ !اللہ سے ڈرو اور اسلام قبول کر لو۔ پہلے تو تم ہم پر محمد نام کے نبی کے ظہور کے ذریعہ فتح مانگتے تھے ۔یہ کہا کرتے تھے کہ یہ نبی مبعوث ہو گا جس کا نام محمد ہو گا اور اس کی وجہ سے فتح کی دعا کیا کرتے تھے اور ہم شرک کرنے والے تھے۔ حضرت بِشربن بَراءؓ نے کہا کہ ہم تو ان لوگوں میں شامل تھے جو شرک کرتے تھے اور تم ہمیں یہ باتیں بتایا کرتے تھے اور تم ہمیں یہ بتاتے تھے کہ وہ نبی مبعوث ہونے والا ہے ۔اب وقت آگیا ہے کہ وہ مبعوث ہو گا اور ہمیں اس کی علامات بتایا کرتے تھے کہ یہ یہ علامتیں ہوں گی۔ اب مبعوث ہو گیا ہے تو اب اس نبی پر ایمان کیوں نہیں لاتے۔ سَلّام بن مِشْکَم یہودی نے جو قبیلہ بنو نضیر میں سے تھا (سلّام بن مِشْکَم یہود کے قبیلہ بنو نضیر کا سردار اور ان کے خزانے کا نگران بھی ہوتا تھا ۔یہ اس عورت زینب بنت حارث کا خاوند تھا جس نے غزوہ خیبر میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر آلود گوشت دیا تھا۔ بہرحال) اس نے جواب دیا کہ وہ نبی ہمارے پاس وہ نہیں لے کر آیا جسے ہم پہچانتے ہیں اور نہ آپ وہ نبی ہیں جن کا ہم نے تم سے ذکر کیا تھا۔ ساری علامتیں پوری ہو گئیں جو یہ کہتے تھے ۔کہتے نہیں ہم پر وہ لے کر نہیں آیا جو ہم پہچانتے ہیں۔ ساری علامتیں پوری نہیں ہوئیں اس لیے ہم نہیں مانیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ

وَلَمَّا جَآءَهُمۡ كِتٰبٌ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمۡ ۙ وَكَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ يَسۡتَفۡتِحُوۡنَ عَلَى الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ۚۖ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مَّا عَرَفُوۡا كَفَرُوۡا بِهٖ ۡ فَلَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ۔ (البقرۃ:90)

یعنی اور جب اللہ کی طرف سے ان کے پاس ایک ایسی کتاب آئی جو اس (تعلیم)کی جو ان کے پاس تھی تصدیق کر رہی تھی جبکہ حال یہ تھا کہ اس سے پہلے وہ ان لوگوں کے خلاف جنہوں نے کفر کیا (اللہ سے) مدد مانگا کرتے تھے۔ پس جب وہ ان کے پاس آگیا جسے انہوں نے پہچان لیا تو (پھر بھی) اُس کا انکار کر دیا۔پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہو۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ381، ما نزل من البقرۃ فی المنافقین ویھود، دارالکتب العلمیۃ بیروت2001ء)

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ512، غزوۃ سویق، صفحہ698، قصۃ الشاۃ المسموۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت2001ء)

(الروض الانف فی شرح السیرۃ النبویۃ لابن ہشام جلد2 صفحہ325 باب کاھنہ قریش، مکتبہ ابن تیمیہ1990ء)

حضرت زبیر بن عوامؓ بیان کرتے ہیں کہ جب جنگ احد کا رخ پلٹا تو مَیں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پایا۔ جب ہم سب بدحواس اور خوف زدہ تھے اور ہم پر نیند نازل کر دی گئی۔ ایسی حالت تھی کہ لگتا تھا کہ اونگھ کی حالت ہم پر طاری ہو گئی ہے۔ چنانچہ ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس کی ٹھوڑی اس کے سینے پر نہ ہو ۔یعنی نیند اور غنودگی کی حالت میں سر نیچے ڈھلک گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم !مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے مُعَتِّب بن قُشَیر کی آواز خواب میں سنائی دے رہی ہے ۔وہ کہہ رہا تھا کہ اگر ہمیں فیصلے کا اختیار ہوتا تو ہم کبھی یہاں اس طرح قتل نہ کیے جاتے۔ مُعَتِّب بن قُشَیر انصاری صحابی تھے اور بیعتِ عقبہ ،غزوہ ٔبدر اور احد میں شامل ہوئے تھے۔ میں نے ان کے اس جملے کو یاد کر لیا جب اس طرح

خواب کی حالت میں دیکھا تھا۔ اس موقع کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ

ثُمَّ اَنۡزَلَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ الۡغَمِّ اَمَنَۃً نُّعَاسًا یَّغۡشٰی طَآئِفَۃً مِّنۡکُمۡ ۙ وَ طَآئِفَۃٌ قَدۡ اَہَمَّتۡہُمۡ اَنۡفُسُہُمۡ یَظُنُّوۡنَ بِاللّٰہِ غَیۡرَ الۡحَقِّ ظَنَّ الۡجَاہِلِیَّۃِ ؕ یَقُوۡلُوۡنَ ہَلۡ لَّنَا مِنَ الۡاَمۡرِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ قُلۡ اِنَّ الۡاَمۡرَ کُلَّہٗ لِلّٰہِ(آل عمران :155)

کہ پھر اس نے تم پر غم کے بعد تسکین بخشنے کی خاطر اونگھ اُتاری جو تم میں سے ایک گروہ کو ڈھانپ رہی تھی ۔جبکہ ایک وہ گروہ تھا کہ جنہیں ان کی جانوں نے فکر مند کر رکھا تھا وہ اللہ کے بارے میں جاہلیت کے گمانوں کی طرح ناحق گمان کر رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ کیا اہم فیصلوں میں ہمارا بھی کوئی عمل دخل ہے ؟تُو کہہ دے کہ یقیناً فیصلے کا اختیار کلیۃً اللہ ہی کو ہے۔

حضرت کعب بن عَمرو انصاریؓ نے بیان کیا ہے کہ غزوۂ احد کے دن ایک موقع پر میں اپنی قوم کے 14آدمیوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اس پر ہم پر اونگھ طاری تھی۔ جو بطور امن کے تھی یعنی بڑی سکون والی اونگھ تھی۔ جنگی حالت تھی لیکن وہ ایسی اونگھ تھی جو ہمیں سکون دے رہی تھی ۔کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس کے سینے سے دھونکنی کی طرح خراٹوں کی آواز نہ نکل رہی ہو۔ بعض دفعہ ایسی گہری حالت بھی ہو گئی تھی۔ کہتے ہیں مَیں نے دیکھا کہ بِشر بن بَراء بن معرور جن صحابی کا ذکر ہو رہا ہے کہ ان کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گر گئی اور انہیں تلوار کے گرنے کا احساس بھی نہ ہوا حالانکہ مشرکین ہم پر چڑھے آ رہے تھے۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد2صفحہ310،باب ذکر مغازیہ،غزوہ اُحد،دارالکتب العلمیہ بیروت2002ء)

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد4صفحہ432، معتب بن قشیرؓ،دارالفکر بیروت2003ء)

بہرحال ہو سکتا ہے کہ یہ ان کو محسوس ہوا ہو کہ گر گئی کیونکہ اس وقت ایسی حالت میں نیند تو تھی ۔لیکن ان کے ہاتھوں میں جو ہتھیار تھے مضبوطی سے قائم ہوتے تھے یا گرنے لگتے تھے تو جھٹکا لگتا تھا ۔بہرحال یہاں لفظ نعاس استعمال ہوا ہے اس کی جو وضاحت، تشریح، ہے وہ اپنے ایک درس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بڑی تفصیل سے فرمائی تھی کہ

اَمَنَۃً نُّعَاسًا مختلف پہلوؤں سے اس کے جو تراجم ہیں ان کا خلاصۃً یہ معنی بنے گا کہ غم کے بعد تم پر ایسا سکون نازل فرمایا جسے نیند کہہ سکتے ہیں یا ایسی اونگھ عطا کی جو امن کی حامل تھی یا وہ امن دیا جو نیند کا سا اثر رکھتا تھا یا نیند میں شامل تھا۔

یہ اَمَنَۃً نُّعَاسًا کا یہ مطلب ہے۔ اونگھ وقتی طور پر یوں سر جھکا کر غوطہ کھا جانے کو بھی کہتے ہیں لیکن یہاں نعاس کا معنی اس قسم کی اونگھ نہیں ہے بلکہ وہ کیفیت ہے جو بیداری اور نیند کے درمیان کی کیفیت ہوتی ہے۔ سونے سے پہلے ایک بیچ کی ایسی منزل آتی ہے جہاں تمام اعصاب کو ایک سکون مل جاتا ہے اور وہی گہرا سکون ہے اگر وہ سکون اسی طرح جاری رہے تو پھر نیند میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں انسان اگر چل رہا ہے تو گرے گا نہیں ۔گرنے سے پہلے اسے جھٹکا لگ جاتا ہے اور وہ جان لیتا ہے کہ مَیں کس کیفیت میں تھا ۔لیکن اگر نیند آ جائے تو پھر اپنے اعصاب پر، اپنے اعضا پر کوئی اختیار نہیں رہتا۔ بہرحال ہو سکتا ہے بِشر بن بَراءؓ کو اس حالت میں اس طرح کی گہری نیند بھی آ گئی ہو ۔لیکن باوجود جنگ کی حالت کے وہ تھی سکون کی کیفیت اور انسان گر جاتا ہے اور اگر اِس کو صحیح بھی مانا جائے تو اسی وجہ سے ان کے ہاتھ ذرا ڈھیلے ہوئے تو تلوار گر گئی۔ بہرحال یہ حالت ایسی ہوتی ہے جس میں فوری احساس بھی ہو جاتا ہے کہ میں گہری نیند میں جا رہا ہوں اور پھر انسان جھٹکے سے جاگ جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہیں ایک ایسی سکون کی حالت عطا کی جو نیند سے مشابہ تھی مگر نیند کی طرح اتنی گہری نہیں تھی کہ تمہیں اپنے اوپر اپنے اعضاء پر کوئی اختیار نہیں رہے۔ وہ سکینت تو بخش رہی تھی مگر تمہیں بے کار نہیں کر رہی تھی۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اور یہ بخاری کی حدیث میں ہے کہ اُحد کے دن عین جنگ میں ہم کو اونگھ نے آدبایا اور یہ وہ اونگھ ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے ۔ حضرت طلحہؓ کہتے ہیں کہ تلوار میرے ہاتھ سے گرنے کو ہوتی تھی۔ مَیں تھام لیتا تھا۔ پس یہ حدیث بتا رہی ہے کہ ایسی نیند کی کیفیت نہیں تھی کہ ہاتھوں سے چیزیں نیچے جا پڑیں یا چلتے چلتے ہم گر جائیں۔ تسکین تھی، سکینت تھی مگر پھر بھی ایک حد تک ہمیں اپنے اعضا پر اختیار حاصل تھا۔ پھر گرنے کو ہوتی تھی تو پھر تھام لیتے تھے۔ یعنی یہ اونگھ کا ایک حصہ کوئی اچانک یوں ہی نہیں آیا بلکہ یہ ایک کیفیت تھی جو ان لوگوں پر کچھ عرصہ چلتی رہی۔

ترمذی ابواب التفسیر میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ ٔاحد کے دن مَیں سر اٹھا کر دیکھنے لگا تو ہر آدمی اونگھتے اونگھتے اپنی ڈھال کے نیچے جھک رہا تھا ۔جاگنے کی وجہ سے یا تھکاوٹ کی وجہ سے ان صحابہؓ کی بہت بری حالت ہو گئی تھی اور ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سکون کی کیفیت مل رہی تھی۔ کہتے ہیں یعنی ایسا ہی نظارہ ہوا کہ جو عام تھا ۔کوئی اتفاقاً ایک تھکے ہوئے مجاہد کے اوپر اطلاق پانے والی کیفیت نہیں تھی۔ بلکہ حضرت خلیفہ رابعؒ نے لکھا ہے کہ تمام مجاہدین جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں دشمن کے خلاف بر سرِ پیکار تھے ان سب پر اچانک گویا آسمان سے ایک چیز اتری ہے اور اس حالت نے اس کو ڈھانپ لیا۔ اس وقت ان کو اس چیز کی سکون کی اپنے اعصاب کو ریفریش (Refresh) کرنے کی، ان کو تازہ دم کرنے کی شدید ضرورت تھی اور سونے کا وقت کوئی نہیں تھا اور جب ایسی حالت ہو جب ایسی تھکاوٹ کی حالت ہو تو ایسی حالت انسانوں پر طاری ہو جاتی ہے۔ بہرحال ساری قوم بیک وقت ایک ایسی نیند کی حالت میں چلی جائے جبکہ لڑائی ہو رہی ہو اور دشمن سے سخت خطرہ بھی درپیش ہو یہ اعجاز ہے۔ ایک معجزہ ہے ۔یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہے ۔بعض لوگوں کے ساتھ ہو جاتا ہے یہ لیکن یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ایک معجزہ ہے

اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص سکون کی کیفیت ان کو اس وقت عطا کی گئی تھی۔

(ماخوذ از درس القرآن بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 6رمضان المبارک، 17فروری 1994ء)

حضرت بِشرؓ نے غزوہ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم راہ اس زہر آلود بکری کا گوشت کھایا جو ایک یہودی عورت نے تحفۃً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا تھا۔ جب حضرت بِشر نے اپنا لقمہ نگلا تو اس جگہ سے ابھی ہٹے بھی نہ تھے کہ ان کا رنگ تبدیل ہو کر طَیۡلَسَان ،یہ کپڑا ہے جس میں سیاہ رنگ زیادہ غالب ہوتا ہے ،اس کی طرح ہو گیا۔ درد سے ایک سال تک یہ حالت رہی کہ بغیر سہارے کے کروٹ تک نہ بدل سکتے تھے ۔پھر اسی حالت میں آپؓ کی وفات ہو گئی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹے بھی نہیں تھے، زہر اتنا زیادہ تھا کہ وہیں کھانے کے تھوڑی دیر بعد ہی ان کی وفات ہو گئی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ 291، بِشر بن البَراءؓ،داراحیاء التراث العربی 1996ء)

حضرت بشر بن بَراءؓ نے جب وفات پائی تو ان کی والدہ کو شدید دکھ ہوا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! بِشر کی وفات بنو سلمہ کو ہلاک کر دے گی اور بنو سلمہ میں سے مرنے والے تو مرتے ہی رہیں گے۔ کیا مردے ایک دوسرے کو پہچان لیں گے۔ انہوں نے جو یہ حرکت کی ہے تو یہ حرکت کرنے والے تو ہلاک ہوں گے، لیکن کیا مردے ایک دوسرے کو پہچان لیں گے ؟کیا بِشر کی طرف سلام پہنچایا جا سکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اے امّ بِشر! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جیسے پرندے درختوں پر ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں ویسے ہی جنتی بھی ایک دوسرے کو پہچان لیں گے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد3صفحہ132،فی تنبیہات علیٰ بعض فوائد تتعلق بقصۃ المعراج، دارالکتب العلمیۃ بیروت1993ء)

مطلب یہ تھا کہ ان کو پہچان لیں گے تو جو فوت ہونے والے ہیں ان کے ہاتھوں مَیں سلام بھیج سکتی ہوں۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ قبیلہ بنو سلمہ کا کوئی بھی شخص جب وفات پانے والا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو سننے کے بعد حضرت بِشرؓ کی والدہ اس کے پاس جا کر کہتیں کہ اے فلاں! تجھ پر سلام تو وہ جواب میں کہتا تجھ پر بھی۔ پھر وہ کہتیں کہ بِشر کو میرا سلام کہنا۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح جلد4 صفحہ99 کتاب الجنائز باب مایقال عند من حضرہ الموت، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

کوئی بھی بنو سلمہ کا فوت ہونے والا شخص ہوتا تو آپ ان کے پاس جا کر کہتیں، ان کو سلام پہنچانا۔ بنو سلمہ میں سے تھے۔ پہلے شاید میں نے دشمن کی بات کی ۔ دشمنوں والی بات نہیں ہے۔ وہ ان کا کہنے کا انداز ہے کہ بِشر کی وفات بنو سلمہ کو ہلاک کر دے گی۔ کیا مردے ایک دوسرے کو پہچان لیں گے۔ یعنی بہت صدمہ ہے ہمارے لیے ۔کیا بِشر کی طرف سلام پہنچایا جا سکتا ہے؟ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر آپ ہر فوت ہونے والے کے ذریعہ یہ پیغام دیتیں کہ وہاں جنت میں جاؤ گے تو سلام پہنچانا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت بِشر کی بہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت میں آپؐ کے پاس آئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا تمہارے بھائی کے ساتھ میں نے خیبر میں جو لقمہ کھایا تھا اس کی وجہ سے میں اپنی رَگوں کو کٹتا محسوس کرتا ہوں۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد3صفحہ82،باب ذکر مغازیہ،غزوۃ خیبر، دارالکتب العلمیۃ بیروت2002ء)

اس واقعے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے تفصیل بیان فرمائی ہے فرماتے ہیں کہ

یہودی عورت نے صحابہؓ سے پوچھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جانور کے کس حصے کا گوشت زیادہ پسند ہے؟ صحابہؓ نے بتایا کہ آپؐ کو دستی کا گوشت زیادہ پسند ہے۔ اس پر اس نے بکرا ذبح کیا اور پتھروں پر اس کے کباب بنائے اور پھر اس گوشت میں زہر ملا دیا خصوصاً بازوؤں میں جس کے متعلق اسے بتایا گیا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا گوشت زیادہ پسند کرتے ہیں اور پھر سورج ڈوبنے کے بعد جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شام کی نماز پڑھ کر اپنے ڈیرے کی طرف واپس آ رہے تھے تو آپؐ نے دیکھا کہ آپ کے خیمے کے پاس ایک عورت بیٹھی ہے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ بی بی تمہارا کیا کام ہے ؟اس نے کہا کہ اے ابوالقاسم !مَیں آپ کے لیے ایک تحفہ لائی ہوں ۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ساتھی صحابی سے فرمایا کہ جو چیز یہ دیتی ہے اس سے لے لو ۔اس کے بعد آپؐ کھانے کے لیے بیٹھے تو کھانے پر وہ بھنا ہوا گوشت بھی رکھا گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک لقمہ کھایا اور آپ کے ایک صحابی بشیر بن بَراء بن معرور نے بھی ایک لقمہ کھایا۔ بہرحال تاریخ کی کتابوں میں حضرت بِشر بن بَراء کا نام بعض جگہ بشیر بن بَراء بھی لکھا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بشیر بن بَراء یہاں لکھا ہے مراد بِشر بن بَراء ہی ہیں۔ اتنے میں باقی صحابہؓ نے بھی گوشت کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت کھاؤ کیونکہ اس ہاتھ نے مجھے خبر دی ہے کہ گوشت میں زہر ملا ہوا ہے۔ یعنی اس کے معنی یہ نہیں کہ آپؐ کو الہام ہوا تھا بلکہ یہ عرب کا محاورہ ہے ۔ معنی یہ ہیں کہ اس گوشت کو چکھ کر مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ پس

اس جگہ یہ مراد نہیں ہے۔ اس محاورے کے تحت ہی بیان کیا گیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا آپ کا ہاتھ بولا تھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کا گوشت چکھنے پر مجھے معلوم ہوا ہے۔ چنانچہ اگلا فقرہ ان معنوں کی وضاحت کر دیتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ ہی اس کی تفصیل میں فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ایک دیوار کے متعلق آتا ہے کہ وہ گرنا چاہتی تھی جس کے محض یہ معنی ہیں کہ اس میں گرنے کے آثار پیدا ہو چکے تھے۔ پس اس جگہ بھی یہی مراد ہے۔ یہ محاورۃً بولا گیا ہے۔ پھر آگے آپ فرماتے ہیں کہ اس پر بشیر نے کہا یعنی بِشر بن بَراءؓ نے کہ جس خدا نے آپ کو عزت دی ہے اس کی قسم کھا کر مَیں کہتا ہوں کہ مجھے بھی اس لقمے میں زہر معلوم ہوا ہے۔ میرا دل چاہتا تھا کہ میں اس کو پھینک دوں لیکن میں نے سمجھا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو شاید آپ کی طبیعت پر گراں نہ گزرے اور آپؐ کا کھانا خراب نہ ہو جائے ۔ تسلی مجھے نہیں تھی لیکن مجھے لگ رہا تھا کہ کچھ ہے اور جب آپؐ نے وہ لقمہ نگلا تو میں نے بھی آپؐ کی تتبع میں نگل لیا ۔گو میرا دل یہ کہہ رہا تھا کہ چونکہ مجھے شبہ ہے کہ اس میں زہر ہے اس لیے کاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لقمہ نہ نگلیں۔ اس کے تھوڑی دیر بعد بشیر کی طبیعت خراب ہو گئی اور بعض روایتوں میں تو یہ ہے کہ وہ وہیں خیبر میں فوت ہو گئے اور بعض میں یہ ہے کہ اس کے بعد کچھ عرصہ بیمار رہے اوراس کے بعد فوت ہو گئے۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ گوشت اس کا ایک کتے کے آگے ڈلوایا جس کے کھانے سے وہ کتا مر گیا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو بلایا اور فرمایا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ کو یہ کس نے بتایا ہے۔ آپؐ کے ہاتھ میں اس وقت بکری کا دست تھا ۔آپؐ نے فرمایا اس ہاتھ نے مجھے بتایا ہے۔ اس پر اس عورت نے سمجھ لیا کہ آپ پر یہ راز کھل گیا ہے اور اس نے اقرار کیا کہ اس نے زہر ملایا ہے۔ اس پر آپؐ نے اس سے پوچھا کہ اس ناپسندیدہ فعل پر تم کو کس بات نے آمادہ کیا۔ اس نے جواب دیا کہ میری قوم سے آپ کی لڑائی ہوئی تھی اور میرے رشتے دار اس لڑائی میں مارے گئے تھے۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ مَیں اُن کو زہر دے دوں۔ اگر ان کا کاروبار انسانی کاروبار ہو گا تو ہمیں ان سے نجات حاصل ہو جائے گی اور اگر یہ واقعی میں نبی ہوں گے تو خدا تعالیٰ ان کو خود بچا لے گا ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ بات سن کر اسے معاف فرما دیا اور اس کی سزا جو یقیناً قتل تھی اسے نہ دی ۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اپنے مارنے والوں اور اپنے دوستوں کے مارنے والوں کو بخش دیا کرتے تھے اور درحقیقت اسی وقت آپؐ سزا دیا کرتے تھے جب کسی شخص کا زندہ رہنا آئندہ بہت سے فتنوں کا موجب ہو سکتا تھا۔

(ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد20 صفحہ327 تا329)

بہرحال یہ ایک عام تاثر ہے ۔بعض دشمن یہ اعتراض کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس زہر سے ہوئی تھی اور تاریخ و سیرت کی بعض کتب نے بھی یہ بحث اٹھائی ہے اور بعض سیرت نگار اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہادت کا مقام دینے کے لیے ان روایات کو قبول کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں جن میں یہ ذکر ہے کہ اس زہر کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تھی جبکہ حقیقت میں یہ بات درست نہیں ہے۔ اس پر ہمارے ریسرچ سیل نے بھی ایک نوٹ مجھے بھیجا تھا ۔وہ بھی ایسا ہے کہ میں یہاں سنا دیتا ہوں۔ اس کے مطابق وہ کہتے ہیں کہ تاریخ اور سیرت کی کتب ہوں یا حدیث کی، ایک بات مسلّم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہرگز اس زہر کی وجہ سے نہیں ہوئی تھی۔ جو کوئی ایسا کہتا ہے اول تو وہ ان تمام تر روایات کا علم نہیں رکھتا یا وہ غلطی خوردہ ہے۔ واضح رہے کہ زہر دیے جانے کا واقعہ غزوہ خیبر کے موقع پر ہوا جو کہ چھ ہجری کے آخری یا سات ہجری کے آخری یا سات ہجری کے اوائل کا واقعہ ہے۔ اور اس کے تقریباً چار سال بعد تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہے۔ بھرپور زندگی گزاری۔ اسی طرح جس طرح اس سے پہلے جنگوں میں بھی جاتے رہے۔ عبادات اور دیگر معمولات میں بھی رَتی بھر فرق نہیں آیا۔ تقریباً چار سال بعد بخار اور سردرد کی کیفیت طاری ہونا اور اس کے بعد وفات پا جانا اس کو کوئی عقل مند یہ نہیں کہہ سکتا کہ زہر کی وجہ سے چار سال بعد اثر ہوا ہے۔ اصل میں بخاری اور بعض دوسری کتب احادیث میں ایک حدیث ہے جس کے ترجمے کو درست نہ سمجھنے کی وجہ سے یہ مفہوم نکالا جاتا ہے کہ گویا اسی زہر کی وجہ سے وفات ہوئی تھی حالانکہ یہ درست نہیں ہے۔ بخاری کی وہ حدیث یہ ہے، اس کا ترجمہ بیان کر دیتا ہوں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں یوں فرماتے تھے کہ عائشہ! اس کھانے کی تکلیف جو مَیں نے خیبر میں کھایا تھا مجھے ہمیشہ محسوس ہوتی رہی اور اب بھی اس زہر سے میں اپنی رگیں کٹتی ہوئی محسوس کر رہا ہوں۔

(صحیح البخاری کِتَابُ الْمَغَازِی بَابُ مَرَضِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِہٖ حدیث4428)

یہ وہ حدیث ہے جس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ بعض مسلمان مفسرین بھی اور محدثین بھی یہی کہتے ہیں کہ گویا اسی تکلیف کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی۔ اور پھر اسی کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بھی تشریح کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وجہ سے شہید بھی قرار دیا جا سکتا ہے یا بعض کے نزدیک دیا جاتا ہے۔ جبکہ یہ روایت اس بات کی تائید نہیں کرتی۔ اس میں صرف ایک تکلیف کا اظہار ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا اور ہر کوئی جانتا ہے کہ بعض اوقات کوئی جسمانی تکلیف یا زخم یا بیماری کبھی کبھی خاص خاص موقعوں پر کسی سبب سے باہر آ جاتی ہے۔ خیبر کے موقعے پر جو زہر اور گوشت آپؐ نے کھایا اس کے متعلق روایات کی تفصیل میں جائیں تو یہ بھی ملتا ہے کہ زہر ملا ہوا یہ گوشت آپؐ نے منہ میں ڈال لیا تھا لیکن نگلا نہیں تھا ۔لیکن اگر نگلا بھی تھا تو آپ کی بھرپور زندگی اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ وفات کی وجہ بہرحال یہ نہیں تھی۔ ہاں اس زہر کی وجہ سے معدے کو یا انتڑیوں کو جو نقصان پہنچا تھا وہ بیماری میں زیادہ ہو گیا اور یہ قدرتی بات ہے بعض دفعہ اس طرح ہو جاتا ہے اور منہ میں جانے کی وجہ سے آپ کے حلق یا کوّے پر زخم آ گیا تھا اور کبھی کبھی کھانے کے دوران اس میں تکلیف محسوس فرماتے تھے۔ احادیث میں یہ واقعہ پوری تفصیل کے ساتھ موجود ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا تھا کہ اس میں زہر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو کھانے سے روک دیا تھا اور زہر ملانے والی عورت کو بلا کر پوچھا تو اس نے بتایا کہ ہم نے اس لیے زہر ملایا تھا کہ اگر آپ خدا کی طرف سے سچے رسول ہیں تو آپ بچ جائیں گے ورنہ ہمیں آپ سے نجات مل جائے گی ۔ یہودی تو اس کو دیکھنے کے بعد آپؐ کے بچنے کا اعلان کر رہے ہیں اور اس عورت کا تو یہ تھا کہ اتنا خطرناک زہر تھا پھر بھی آپ بچ گئے تو آپؐ کے بچ جانے کی وجہ سے بعض روایات میں تو اس عورت کے اسلام قبول کر لینے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ جو بھی ہو وہ یہودی تو اس زہر سے نہ مرنے کا اقرار کر رہے ہیں اور اس کو معجزہ قرار دے رہے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا کہ اس زہر کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی یہ ہرگز درست نہیں ہے۔ باقی ذکر انشاء اللہ آئندہ ہوں گے۔

اس وقت میں دو مرحومین کا ذکر کرتا ہوں جن کے جنازہ غائب ان شاء اللہ نمازوں کے بعد مَیں پڑھاؤں گا۔ پہلا ہے مکرم نصیر احمد صاحب جو مکرم علی محمد صاحب راجن پور کے بیٹے تھے۔ 21نومبر2019ء کو 63سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے پڑدادا محمد دین صاحب کے ذریعہ سے ہوا تھا۔ آپ تحصیل زیرہ ضلع فیروز پور کے ایک گاؤں مَلسیَاں کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے اپنے بھائی مکرم الٰہی بخش صاحب کے ساتھ 1907ء میں بذریعہ خط بیعت کی تھی اور پھر 1908ء کے جلسہ سالانہ قادیان پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق پائی۔ یہ مرحوم نصیر صاحب جو ہیں ان کو راجن پور میں نائب امیر ضلع کے علاوہ نائب زعیم انصار اللہ اور صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ پانچ وقت نماز باجماعت کے پابند تھے۔ بڑا اہتمام کرتے تھے۔ اُن کا جوائنٹ فیملی سسٹم تھا اور گھر میں موجود تمام بھائیوں، بھتیجوں، بھتیجیوں کو نماز کے اوقات میں بار بار یاددہانی کرواتے تھے۔ فجر کے وقت پوری حویلی کا چکر لگاتے تھے۔ بہت بڑی حویلی تھی۔ اس میں یہ لوگ اکٹھے رہتے تھے۔ مختلف گھر تھے۔ سب کو نماز فجر کے لیے بیدار کرتے تھے۔ تلاوت قرآن کریم خود بھی کرتے تھے اور لوگوں سے بھی اپنے رشتہ داروں سے بھی، جو بھی بچے وغیرہ تھے سب سے پوچھتے تھے اور سُستی میں تلقین کرتے تھے کہ باقاعدہ کیا کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ خود بھی کرنے والے تھے اور اپنے بچوں کو اور رشتے داروں کو جو بھائی بھتیجے تھے ان کو بھی تلقین کیا کرتے تھے اور اسی طرح ایم ٹی اے پر خطبہ باقاعدہ سنتے اور پھر اس بات کو یقینی بناتے تھے کہ سب نے، ان سب مکینوں نے جو ایک ہی حویلی میں رہتے ہیں خطبہ سن بھی لیا ہے کہ نہیں۔ شدید مخالفت کے باوجود تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے اور اگر گھر والے احتیاط کا کہتے کہ حالات ایسے ہیں، احتیاط کریں تو ان کا جواب ہوتا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گا کہ اس کے بھیجے ہوئے کا پیغام لوگوں تک نہیں پہنچایا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے خالد احمد صاحب مربی سلسلہ ہیں جو آج کل مالی (مغربی افریقہ) میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں اور وہاں میدانِ عمل میں ہونے کی وجہ سے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ اور ان کی نسلوں کو بھی، اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم عطاء الکریم مبشر صاحب ابن میاں اللہ دتہ صاحب کِرتو ضلع شیخو پورہ حال کینیڈا کا ہے۔ 13نومبر کو 75سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت آپ کے والد مکرم میاں اللہ دتہ صاحب کے ذریعہ آئی تھی جنہوں نے 1934ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور پھر احمدی ہونے کے بعد ساری زندگی وقف کی طرح گزاری ۔ ہمیشہ تبلیغ کرتے رہے۔ بہت سے خاندان احمدی کیے اور ساری عمر وقف کی روح کے ساتھ جماعت کی خدمت کی۔ جب تک آپ پاکستان میں تھے تو لاہور میں مختلف جماعتی خدمات کرتے رہے۔ پھر2007ء میں آپ کینیڈا شفٹ ہو گئے۔ وہاں اپنی جماعت میں سیکرٹری اشاعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ان کو پھیپھڑوں کی بیماری کی وجہ سے مستقل طور پر آکسیجن لگی ہوئی تھی۔ جب تک صحت نے اجازت دی اپنی وہیل چیئر پر باقاعدگی سے نماز ادا کرنے کے لیے جایا کرتے تھے۔ بیماری کا بڑی ہمت سے مقابلہ کیا، کبھی کوئی شکوہ نہیں کیا۔ نظامِ جماعت اور خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا ۔بڑا محبت کا تعلق تھا ۔بہت ذہین تھے اور صائب الرائے تھے۔ صاف دل اور کھرے انسان تھے۔ ان کے خاندان کا ہر فرد یہ اظہار کرتا ہے کہ میرے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا۔ ہر ایک سے مخلص اور نفع رساں وجود تھے کبھی کسی کا گلہ شکوہ نہیں کیا۔ ہر ایک کے ساتھ محبت کا دوستانہ تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے عطاء المنان طاہر صاحب مربی سلسلہ ہیں جو آج کل صدر صدر انجمن احمدیہ کے دفتر میں نائب ناظر ہیں اور وہاں ان کو خدمت کی توفیق مل رہی ہے اور ایک پوتے جاذب احمد جامعہ احمدیہ کینیڈا میں زیرِ تعلیم ہیں۔ جماعت کے شاعر عبدالکریم قدسیؔ صاحب جو ہیں آپ ان کے بڑے بھائی تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ ان کی اولاد کو، ان کی نسلوں کو ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 20دسمبر 2019ء)

****

سلطان احمد نصیر

وقف جدید کی اہمیت وافادیت

وقف جدید کی تحریک جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جاری کردہ تحریک ہے جس کو 1957ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے جاری فرمایا تھا آغاز میں صرف پاکستان کے احمدیوں کے لئے یہ تحریک تھی۔ پاکستان سے باہر کے احمدیوں میں سے اگر کوئی اپنی مرضی سے اس میں حصہ لینا چاہتا تھا تو لے لیتا تھا۔ خاص طور پر اس بارے میں تحریک نہیں کی جاتی تھی کہ وقف جدید کا چندہ دیا جائے۔ اُس وقت جب یہ جاری کی گئی تو حضرت مصلح موعودؓ کی نظر میں پاکستان کی جماعتوں کے لئے دو خاص مقاصد تھے۔ آپؓ نے جب وقف جدید کی انجمن بنائی تو اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو ممبر مقرر فرمایا اور آپ کو جوہدایات دیں وہ خاص طور دوباتوں پر زور دینے کے لئے تھیں۔ ایک تو یہ کہ پاکستان کی دیہاتی جماعتوں کی تربیت کی طرف توجہ دی جائے جس میں کافی کمزوری ہے اور دوسرے ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کا کام ۔ خاص طور پر سندھ کے علاقہ میں بہت بڑی تعداد ہندوؤں کی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کو بڑی فکر تھی کہ دیہاتی جماعتوں میں تربیت کی بہت کمی ہے۔ خاص طور پر بچوں میں اور اکثریت جماعت کے افراد کی دیہاتوں میں رہنے والی ہے اور اگر ان کی تربیت میں کمی ہو گی تو پھر آئندہ بہت ساری خرابیاں پیدا ہو جائیں گی۔

تحریک وقف جدید کی اہمیت

جیسا کہ بتایا گیا ہے وقف جدید کی تحریک حضرت مصلح موعودرضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شروع فرمائی تھی اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ

’’مَیں احباب جماعت کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کی طرف پوری توجہ کریں اور اس کو کامیاب بنانے میں پورا زور لگائیں اور کوشش کریں کہ کوئی فرد جماعت ایسا نہ رہے جو صاحب استطاعت ہوتے ہوئے اس چندے میں حصہ نہ لے۔‘‘

(الفضل 17 فروری 1960ء)

حضرت مصلح موعودرضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ

’’مجھے امید ہے کہ یہ تحریک جس قدر مضبوط ہو گی اسی قدرخدا تعالیٰ کے فضل سے صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے چندوں میں بھی اضافہ ہو گا۔‘‘

(الفضل 5 جنوری 1962ء)

احمدی مائیں اپنے بچوں کو چندے کی عادت ڈالنے کے لئے وقف جدید میں شامل کریں

سیدناحضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

وقف جدید کے ضمن میں احمدی ماؤں سے مَیں یہ کہتاہوں کہ آپ لوگوں میں یہ قربانی کی عادت اس طرح بڑھ بڑھ کر اپنے زیور پیش کرنا آپ کے بڑوں کی نیک تربیت کی وجہ سے ہے ۔اور سوائے استثناء کے الا ماشاء اللہ ، جن گھروں میں مالی قربانی کا ذکر اور عادت ہوان کے بچے بھی عموماًقربانیوں میں آگے بڑھنے والے ہوتے ہیں اس لئے احمدی مائیں اپنے بچوں کو چندے کی عادت ڈالنے کے لئے وقف جدید میں شامل کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان میں بچوں کے ذمہ وقف جدید کیا تھا اور اس وقت سے وہاں بچے خاص شوق کے ساتھ یہ چندہ دیتے ہیں ۔ اگرباقی دنیا کے ممالک بھی اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ کو خاص طور پر اس طرف متوجہ کریں تو شامل ہونے والوں کی تعداد کے ساتھ ساتھ چندے میں بھی اضافہ ہو گا۔ اور سب سے بڑا مقصد جو قربانی کا جذبہ دل میں پیدا کرنا ہے وہ حاصل ہو گا ۔ انشاء اللہ ۔اگر مائیں او ر ذیلی تنظیمیں مل کر کوشش کریں اور صحیح طریق پر کوشش ہو تو اس تعداد میں(جو موجودہ تعداد ہے)آسانی سے دنیا میں 6لاکھ کا اضافہ ہو سکتا ہے بغیر کسی دقت کے۔ اور یہ تعداد آسانی سے 10لاکھ تک پہنچائی جا سکتی ہے۔کیونکہ موجودہ تعداد 4لاکھ کے قریب ہے جیسا کہ مَیں آگے بیان کروں گا۔

عورتیں یاد رکھیں کہ جس طرح مرد کی کمائی سے عورت جو صدقہ دیتی ہے اس میں مرد کو بھی ثواب میں حصہ مل جاتا ہے تو آپ کے بچوں کی اس قربانی میں شمولیت کا آپ کو بھی ثواب ہو گا ۔ اللہ تعالیٰ نیتوں کو جانتا ہے اور ان کا اجر دیتا ہے ۔ اور جب بچوں کو عادت پڑ جائے گی تو پھر یہ مستقل چندہ دینے والے بچے ہوں گے اور زندگی کے بعد بھی یہ چندہ دینے کی عادت قائم رہے گی تو یہ ماں باپ کے لئے ایک صدقہ جاریہ ہوگا ۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ آنحضرت ﷺ کی نصائح پر عمل کرنے کے نمونے ، قربانیوں میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے نمونے ، ہمیں آخرین کی اس جماعت میں بھی ملتے ہیں ۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم کئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ7جنوری 2005ء،مسجدبشارت سپین،خطبات وقف جدید ص 584)

باہر کی دنیا بھی اپنے بچوں کے سپرد وقف جدید کرے

وقف جدید کو جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پاکستان میں بچوں کے سپرد کیا تھا۔ مَیں بھی شاید پہلے کہہ چکا ہوں، نہیں تو اب یہ اعلان کرتا ہوں کہ باہر کی دنیا بھی اپنے بچوں کے سپرد وقف جدید کی تحریک کرے اور اس کی ان کو عادت ڈالے تو بچوں کی بہت بڑی تعداد ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ بہت بڑے خرچ پورے کر لے گی اور یہ کوئی بوجھ نہیں ہو گا۔ جب آپ چھوٹی چھوٹی چیزوں میں سے بچت کرنے کی ان کو عادت ڈالیں گے اسی طرح بڑے بھی کریں اور اگر یہ ہو جائے تو ہندوستان کے اخراجات اور کچھ حد تک افریقہ کے اخراجات بھی پورے کئے جا سکتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12 جنوری 2007ء بیت الفتوح لندن،خطبات وقف جدید،ص616)

احمدی نوجوانوں کی اللہ کی راہ میں قربانی

اس زمانے میں مادیت پہلے سے بھی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی کا تو براہ راست اثر آپ کے صحابہ پر پڑتا تھا۔ آج زمانہ اتنا دُور ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے جو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام سے وعدے کئے ہیں اس کے نظارے ہمیں دکھارہا ہے۔ کئی احمدی نوجوان ایسے ہیں جو اپنی خواہشات کو مارتے ہوئے اپنی جمع پونجی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں۔

گزشتہ سال کی بات ہے پاکستان کی جماعتوں کے لئے جو ٹارگٹ مقرر کیا گیا تھا سال کے آخر میں اس کاپورا ہونے کا وقت آیا تو اس بارے میں مجھے صدر لجنہ لاہور نے ایک رپورٹ دی۔انہوں نے بھی اپنی لجنہ کو تحریک کی تو اس وقت ایک بچی نے اپنی جہیز کی رقم میں سے بہت بڑی رقم ادا کر دی اور پرواہ نہیں کی کہ جہیز اچھا بنتا ہے کہ نہیں بنتا یا بنتا بھی ہے کہ نہیں۔ اور وہ بچی اس جلسے پہ قادیان بھی آئی تھی اور مجھے ملی۔ تو ایسے لوگ اس زمانے میں بھی ہیں جو اپنے مال اور نفس کا جہاد خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بچی کی بھی شادی ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے،بابرکت فرمائے اور اس قربانی کے بدلے میں اسے اتنا دے کہ اس سے سنبھالا نہ جائے اور پھر اس میں برکت کے لئے پہلے سے بڑھ کر قربانیوں کی طرف راغب ہو اور اللہ تعالیٰ ایسے بے شمار قربانیاں کرنے والے جماعت کو دیتا چلا جائے اور وہ فرشتوں کی دعاؤں کے بھی وارث ہوں کہ اللہ تعالیٰ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس جیسے اور پیدا کرتا چلا جائے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ6جنوری2006ء قادیان دارالامان)

(بقیہ از صفحہ 1۔خلاصہ خطبہ جمعہ)

نہ لوٹانا۔ چنانچہ وہ اپنی سواری سے گر پڑے ۔ 17 ہجری میں 57سال کی عمر پا کر بصرہ میں حضرت عتبہؓ نے وفات پائی۔ انہیں پیٹ کی بیماری تھی۔ حضرت عتبہؓ دراز قد اور خوبصورت تھے۔

خالد بن عمیر عدوی بیان کرتے ہیں کہ:حضرت عتبہ بن غزوانؓ نے ہمیں خطاب کیا ،انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر کہا اما بعد دنیا نے اپنے ختم ہونے کا اعلان کر دیا ہے اور اس نے تیزی سے پیٹھ پھیر لی ہے یعنی دنیا اب قیامت کی طرف بڑھ رہی ہے اور اس میں کچھ بھی باقی نہ رہا سوائے اس کے کہ جتنا برتن میں کچھ مشروب رہتا ہے جسے اس کا پینے والا چھوڑ دیتا ہے۔ تم یہاں سے ایک لازوال گھر کی طرف منتقل ہونے والے ہو یعنی یہ زندگی عارضی ہے پس جو تمہارے پاس ہے اس سے بہتر میں منتقل ہو جاؤ ۔ پھر فرمایا : کیا تم تعجب کرتے ہو اور تمہیں بتایا گیا کہ جنت کے دو کواڑوں میں سے ایک کواڑ سے دوسرے کواڑ تک چالیس برس کا فاصلہ ہے اور ضرور اس پر ایک ایسا دن آئے گا کہ وہ لوگوں کی کثرت سے بھر جائے گی۔ میں نے اپنے تئیں دیکھا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات میں سے ایک تھا ۔ پھر آپؓ کہتے ہیں مجھے ایک چادر ملی اور اسے پھاڑ کر اپنے اور سعد بن مالکؓ کے لئے دو ٹکڑے کر لئے۔ یہ حالت تھی ہماری کہ پوری طرح ڈھانکنے کے لئے چادر بھی نہیں تھی۔ آدھے کا میں نے اپنے لئے جسم کو لپیٹنے کے لئے آزار بنا لیا اور آدھے کا سعدؓ نے۔ آپؓ نے فرمایا : لیکن آج ہم میں سے کوئی صبح کرتا ہے تو کسی شہر کا امیر ہوتا ہے اور میں اس بات سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں کہ میں اپنے نفس میں بڑا سمجھوں اور اللہ کے نزدیک بہت چھوٹا ہوں۔ حالات اب تبدیل ہوگئے ہیں، کشائش پیدا ہو گئی ہے اور اب تم لوگوں کو بہت زیادہ فکر کرنی چاہیئے۔

پھر فرمایا : کوئی نبوت ماضی میں ایسی نہیں ہوئی جس کا اثر زائل نہ ہوا ہو حتیٰ کہ اس کا انجام بادشاہت نہ ہو اور تم حقیقت حال جان لو گے اور حکام کا تمہیں ہمارے بعد تجربہ ہو جائے گا۔ آپؓ نے فرمایا کہ: مسلمانوں میں بھی ایسے حالات آ جائیں گے کہ دنیاداری پیدا ہوجائے گی، اس وقت تم دیکھ لینا کہ جو میں کہہ رہا ہوں وہ صحیح ہے لیکن تم لوگ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ رکھنا ،دین کی طرف توجہ رکھنا، روحانیت کی طرف توجہ رکھنا اور اسی سے جنت میں جانے کے سامان پیدا ہو سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اگلے جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت سعد بن عبادۃؓ۔ آپؓ کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنو ساعدۃ سے تھا ۔ ان کے والد کا نام عبادۃ بن ظلیم اور والدہ کا نام عمرۃ تھا جو کہ مسعود بن قیس کی تیسری بیٹی تھیں۔ ان کی والدہ کو بھی نبی کریم ﷺ کی بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت سعد بن عبادۃؓ حضرت سعد بن زید اشعلیؓ کے خالہ زاد بھائی تھے جو کہ اہل بدر میں سے تھے۔ حضرت سعدؓ نے دو شادیاں کی تھیں۔ غزیہ بنت سعد جس سے سعید، محمد اور عبدالرحمن پیدا ہوئے اور دوسری فقیہہ بنت عبید جس سے قیس، عمامہ اور سدوس کی پیدائش ہوئی۔مندوس بنت عبادۃ حضرت سعدؓ بن عبادۃ کی بہن تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کر کے اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت سعدؓ بن عبادۃ کی ایک اور بہن بھی تھیں جن کا نام لیلیٰ بنت عبادۃ تھا ۔انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کی بیعت کر کے اسلام قبول کیا تھا۔حضرت سعدؓ بن عبادۃ کی کنیت ابو ثابت تھی۔ بعض نے ان کی کنیت ابو قیس بھی بیان کی ہے جبکہ پہلا قول درست اور صحیح لگتا ہے یعنی ابو ثابت۔ حضرت سعدؓ بن عبادۃ انصار کے قبیلہ خزرج کے نقیب تھے۔ حضرت سعد بن عبادۃؓ سردار اور سخی تھے اور تمام غزوات میں انصار کا جھنڈا ان کے پاس رہا۔ حضرت سعد بن عبادۃؓ انصار میں صاحب وجاہت اور ریاست تھے۔ ان کی سرداری کو ان کی قوم تسلیم کرتی تھی۔ حضرت سعد بن عبادۃؓ زمانہ جاہلیت میں عربی لکھنا جانتے تھے حالانکہ اس وقت کتابت کم لوگ جانتے تھے ۔وہ تیراکی اور تیر اندازی میں بھی مہارت رکھتے تھے اور ان چیزوں میں جو شخص مہارت رکھتا تھا اس کو کامل کہا جاتا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں حضرت سعد بن عبادۃؓ اور ان سے قبل ان کے آباؤ اجداد اپنے قلعہ پر اعلان کروایا کرتے تھے کہ جس کو گوشت اور چربی پسند ہو تو وہ دلیم بن حارثہ کے قلعہ میں آ جائے۔ ہشام بن عروۃ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میں نے سعدؓ بن عبادۃ کو اُس وقت پایا جب وہ اپنے قلعہ پر آواز دیا کرتے تھے کہ جو شخص چربی یا گوشت پسند کرتا ہے وہ سعدؓ بن عبادۃ کے پاس آئے یعنی جانوروں کا گوشت ذبح کروا کے تقسیم کرتے تھے۔ میں نے اُن کے بیٹے کو بھی اسی حالت میں پایا کہ وہ بھی اسی طرح دعوت دیتا تھا۔

حضرت سعد بن عبادۃؓ نے بیعتِ عقبہ ثانیہ کے موقع پر اسلام قبول کیا تھا۔حضور انور نے سیرت خاتم النبیینؐ سے بیعتِ عقبہ ثانیہ کے حالات بیان فرمائے۔جب یہ بیعت ہو چکی تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: موسیٰ نے اپنی قوم میں سے بارہ نقیب چنے تھے جو موسیٰ کی طرف سے اُن کے نگران اور محافظ تھے۔ میں بھی تم میں سے بارہ نقیب مقرر کرنا چاہتا ہوں جو تمہارے نگران اور محافظ ہوں گے اور وہ میرے لئے عیسیٰ کے حواریوں کی طرح ہوں گے اور میرے سامنے اپنی قوم کے متعلق جوابدہ ہوں گے۔ پس تم مناسب لوگوں کے نام تجویز کر کے میرے سامنے پیش کرو۔ چنانچہ بارہ آدمی تجویز کئے گئے جنہیں آپؐ نے منظور فرمایا اور انہیں ایک ایک قبیلہ کا نگران مقرر کر کے ان کے فرائض سمجھا دیئے اور بعض قبائل کے لئے آپؐ نے دو دو نقیب مقرر فرمائے۔ جب نقیبوں کا تقرر ہو چکا تو آنحضرت ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب نے انصار سے تاکید کی کہ انہیں بڑی ہوشیاری اور احتیاط سے کام لینا چاہئے کیونکہ قریش کے جاسوس سب طرف نظر لگائے بیٹھے ہیں ایسا نہ ہو کہ اس قول و اقرار کی خبر نِکل جائے اور مشکلات پیدا ہو جائیں۔ ابھی غالباً وہ یہ تاکید کر ہی رہے تھے کہ گھاٹی کے اوپر سے رات کی تاریکی میں کسی شیطان کی آواز آئی یعنی کوئی شخص چھپا تھا جاسوسی کر رہا تھا کہ اے قریش! تمہیں بھی کچھ خبر ہے کہ یہاں (نعوذ باللہ) مذمّم اور اس کے ساتھ کے مرتدّین تمہارے خلاف کیا عہدوپیمان کر رہے ہیں۔ اس آواز نے سب کو چونکا دیا مگر آنحضرت ﷺ بالکل مطمئن رہے اور فرمایا کہ: اب آپ لوگ جس طرح آئے تھے اسی طرح ایک ایک دو دو ہو کر اپنی قیام گاہوں میں واپس چلے جاؤ۔ عباس بن نضلہ انصاریؓ نے کہا۔ یارسول اللہ! ہمیں کسی کا ڈر نہیں ہے۔ اگر حکم ہو تو ہم آج صبح ہی ان قریش پر حملہ کر کے انہیں ان کے مظالم کا مزہ چکھادیں۔ آپؐ نے فرمایا : نہیں نہیں مجھے ابھی تک اس کی اجازت نہیں ہے۔ بس تم صرف یہ کرو کہ خاموشی کے ساتھ اپنے اپنے خیموں میں واپس چلے جاؤ۔ جس پر تمام لوگ ایک ایک دو دو کر کے دبے پاؤں گھاٹی سے نکل گئے اور آنحضرت ﷺ بھی اپنے چچا عباس کے ساتھ مکہ واپس تشریف لے آئے۔ قریش کے کانوں میں چونکہ بِھنک پڑ چکی تھی کہ اس طرح کوئی خفیہ اجتماع ہوا ہے ،وہ صبح ہوتے ہی اہل یثرب کے ڈیرہ میں گئے اور ان سے کہا کہ آپ کے ساتھ ہمارے دیرینہ تعلقات ہیں اور ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ان تعلقات کو خراب کریں مگر ہم نے سنا ہے کہ گزشتہ رات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ آپ کا کوئی خفیہ معاہدہ یا سمجھوتہ ہوا ہے۔ یہ کیا معاملہ ہے؟ اوس اور خزرج میں سے جو لوگ بُت پرست تھے ان کو چونکہ اس واقعہ کی کوئی اطلاع نہیں تھی وہ سخت حیران ہوئے اور صاف انکار کیا کہ قطعاً کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ عبداللہ بن ابی بن سلول بھی جو بعد میں منافقینِ مدینہ کا سردار بنا وہ بھی اس گروہ میں تھا۔ اس نے کہاکہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بھلا یہ ممکن ہے کہ اہلِ یثرب کوئی اہم معاملہ طے کریں اور مجھے اس کی اطلاع نہ ہو؟ غرض اس طرح قریش کا شک رفع ہوا اور وہ واپس چلے آئے اور اس کے تھوڑی دیر بعد ہی انصار بھی واپس یثرب کی طرف کُوچ کر گئے لیکن اُن کے کُوچ کر جانے کے بعد قریش کو کسی طرح اس خبر کی تصدیق ہو گئی کہ واقعی اہل یثرب نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ کوئی عہدوپیمان کیا ہے جس پر اُن میں سے بعض آدمیوں نے اہل یثرب کا پیچھا کیا۔ قافلہ تو نکل گیا تھا مگر سعدؓ بن عبادۃ کسی وجہ سے رہ گئے تھے۔ اُن کو یہ لوگ پکڑ لائے اور مکہ کے پتھریلے میدان میں لا کر خوب زدوکوب کیا اور سر کے بالوں سے پکڑ کر اِدھر اُدھر گھسیٹا۔ آخر جبیر بن مطعمؓ اور حارث بن حربؓ کو جو سعد کے واقف تھے انہیں اطلاع ہوئی تو انہوں نے ان کو ظالم قریش کے ہاتھ سے چھڑایا۔ حضور انور نے فرمایا: حضرت سعدؓ بن عبادۃ کے تعلق سے ابھی کچھ اور ذکر بھی ہے۔ انشاءاللہ آئندہ خطبہ میں بیان ہو گا۔

(بقیہ از صفحہ 9۔ جلسہ فرنچ گیانا)

اس اجلاس کی پانچویں تقریر مکرم خالد Dalce کی تھی جن کا عنوان تھا’’حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے شمائل مبارکہ‘‘ اور یہ تقریر بھی فرنچ زبان میں تھی۔مکرم خالد کا تعلق ملک Haiti سے ہے اور انہیں 2 سال قبل عیسائیت ترک کر کے اسلام احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی تھی۔ الحمدللہ

مہمانان خصوصی کی فہرست

مہمانان کی فہرست کچھ یوں ہے اور ان میں سے بعض نے مختصر طور پر خطاب کیا اور جماعت کاشکریہ ادا کیا ۔

1.Mr Yazin , President of humanitarian emergency service (Samu Social).

2.Dr. Judnie Galdine, Souffrant Consul of HAITI.

3.Mr. Osseux Roberto, President of the chamber of trade and craft.

4.Mr. Marc Beaulieu, Captain of Gendarmerie of French Guiana.

5.Mr. Jean Yves, Contout city counsillor and representing Mayor of Cayenne.

6.Mr. William Wang, President of the association of Chinese Youth Community.

7.Mr. Karefa Drame, President of Sunni Mosque Aboubakar.

8.Imam Sunni Mosque Aboubakar .

9.Dr. BenSalah Jawad President of Muslim Association.

10.Mr. Jacques Bertholle Incharge of Interfaith Dialogue.

11.Me. Bonnefoy Directrice of Psychology of Work.

12. Me. Loemie Head of the departement of culture for Cayenne

اللہ کے فضل سے ان تمام مہمانوں نے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور اکثر نے پروگرام کے بعد کہا کہ انہیں ہمارے جلسہ میں شامل ہو کر اسلام کی حقیقی تصویر دیکھنے اور سننے کو ملی ہے۔

اجلاس کی اختتامی تقریر مولاناصدیق احمد منور کی تھی ۔ اس کے بعد مختصر اًجملہ حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور اختتامی دعا کرائی۔

ہماری اس تقریب کی نیشنل ریڈیو Guyane Première نے خبر نشر کی اور اس طرح سارےملک تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا۔

امسال ایک book stall اور Exhibition بھی لگائی گئی۔

اس طرح 3 ملکوں کی نمائندگی ہوئی اور کل تعداد شاملین کی امسال جلسہ سالانہ میں تقریباً150 افراد کی تھی۔یہ تعداد گزشتہ سال کی حاضری سے زیادہ ہے۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے ۔

DAILY ALFAZL LONDON (Online Edition)
ANDROID APP ON Google Play
web: www.alfazlonline.org Twitter: @alfazlonline
Email: info@alfazlonline.org WhatsApp No. 00447493785065 00447951614020
اپنے مضامین،آرٹیکلز، نظمیں اور آراء ان میں سے ایک پر بھجوائیں

محمد بشارت۔ فرنچ گیانا

چوتھا جلسہ سالانہ فرنچ گیانا جنوبی امریکہ

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ جماعت احمدیہ فرنچ گیانا کو 24 نومبر 2019ء کو اپنا چوتھا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ جلسہ ایک روز کا تھا۔ اس مبارک جلسہ کا انعقاد Cayenne شہر میں موجود جماعت کے مشن ہاؤس کے ملحقہ ہال میں کیا گیا۔

جلسہ کے انتظامات کو احسن رنگ میں منظّم کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں خاکسار کو امسال افسر جلسہ سالانہ مقرر کیا گیا نیز دیگر شعبہ جات کی ذمہ داری مختلف احباب میں تقسیم کی گئی اور چونکہ جماعت اپنے ابتدائی مراحل میں ہے اور زیادہ تر احبابِ جماعت نو مبائعین پر مشتمل ہیں اس لئے ان شعبہ جات کی مختلف ذمہ داریوں کے تعلق سے تفصیلی تعارف انہیں کرایا گیا۔

جلسہ کی تیاری میں امسال مشن ہاؤس کے ایک حصہ کو concrete کیا گیا جہاں جھنڈوں کی جگہ بھی پکی کی گئی۔ نیز اور بہت سا کام و قارِ عمل سے کیا گیا جیسا کہ مشن ہاؤس کی بیرونی دیواروں اور Main Gate کو paint کیا گیا۔ اسی طرح جلسہ گاہ کو paint اور renovate کیا گیا۔

خاکسار راقم الحروف اور مشنری انچارج لوگوں کے گھروں میں گئے نیز cayenne شہر کے گرد و نواح میں گئے جہاں سڑک پر لوگوں سے ملا قاتیں کی اور جلسہ کی دعوت دی۔ یوں یہ ہمارے لئے ایک تبلیغ کا بھی بہترین موقع بن گیا۔

اسی طرح فرنچ گیانا کے مذہبی و سیاسی شخصیات کو کثرت سے خطوط کی شکل میں دعوت نامے بھیجے گئے جس سے جماعت کو تبلیغ کا بہترین موقع میسر آگیا۔اللہ کے خاص فضل و کرم سے بہت سی شخصیات نے ہماری دعوت کا جواب بھی دیا اور کچھ شامل بھی ہوئے جن کی آگے جا کر خاکسار تفصیل تحریر کرے گا۔

پرچم کشائی کی تقریب

پرچم کشائی کی تقریب فرنچ گیانا کے لوکل وقت صبح کے 11 بجے ہوئی۔ پروگرام کے مطابق جماعت کا جھنڈا نیشنل صدر و مشنری انچارج اور فرانس کا جھنڈا صدر مجلس خدام الاحمدیہ مکرم ابو بکر عزیز نے لہرایا۔

جلسہ سالانہ کا اجلاس

اجلاس کی صدارت مولانا صدیق احمد منور نے کی اور آغاز تلاوتِ قرآن کریم اور فرنچ زبان میں ترجمہ کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عربی زبان میں قصیدہ ”یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ“ مکرم ابو بکر عزیز صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے پیش کیا اور بعد ازاں اس کے ساتھ ساتھ ترجمہ سے بھی حاضرین کو آگاہ کیا۔

اس کے بعد سب سے پہلی تقریر ہمارے ایک مہمان جو فرانس سے تشریف لائے ہوئے تھے مکرم شکیل احمد نے کی جس میں انہوں نے جماعت کا فرنچ زبان میں مختصر تعارف پیش کیا نیز فرنچ زبان میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جماعت کے نام اہم اور بابرکت پیغام پڑھ کر سنایا۔

اجلاس کی دوسری تقریر فرنچ زبان میں خاکسار کی تھی جس کا موضوع تھا ”ہماری انفرادی طور پر امن کو قائم کرنے کے لئے ذمہ داریاں قرآن مجید کی تعلیمات کی رُو سے“

تیسری تقریر مولانا مقصود احمد منصور مشنری انچارج GUYANA کی تھی جو کہ فرنچ گیانا کے ہمسائے ملک سے اس جلسہ میں حضور انور کی اجازت سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان کی تقریر کا موضوع تھا ”جماعت گیانا کا تعارف اور ان کے جلسہ کے تاثرات“

اجلاس کی چوتھی تقریر مکرم Jacques Bertholle کی تھی جس کا عنوان تھا ”جماعت احمدیہ کی فرنچ گیانا میں Interfaith Harmony قائم کرنے میں نمایاں حصہ“ محترم Jacques Bertholle فرنچ گیانا میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین interfaith dialogue کے انچارج ہیں اور جماعت کے قریبی دوست بھی۔ انہیں 2015ء کے جلسہ سالانہ یو کے میں شامل ہونے کی سعادت مل چکی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ انہیں شرفِ ملاقات بھی حاصل ہوا تھا جس کا یہ ہمیشہ ذکر بھی کرتے ہیں اور ان پر حضور انور سے ملنے کے بعد جو نیک اثر ہو اس کا بھی ہمیشہ ذکر کرتے ہیں۔

(باقی صفحہ 8 پر)

جلسہ سالانہ فرنچ گیانا کے موقع پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام

پیارے ممبران احمدیہ مسلم جماعت فرنچ گیانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آپ اپنا جلسہ سالانہ 24/نومبر 2019ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ اس جلسہ کو اعلیٰ کامیابی سے نوازے، تمام شاملین اس سے روحانی فیوض حاصل کرنے والے ہوں اور بھلائی، نیکی و تقویٰ میں بڑھنے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ ہمارا جلسہ خالصۃً دینی جلسہ ہے۔ پس سب پر واضح ہونا چاہیے کہ آپ کا یہاں آنا محض دینی، علمی اور روحانی بہتری کے لیے ہے۔ آج دنیا خدا کو بھول رہی ہے۔ وہ نہ صرف دین سے دور ہٹ رہی ہے بلکہ خدا کی ہستی کا سرے سے انکار کر رہی ہے۔ اگر صرف مسلمانوں پر ہی ہم نظر ڈالیں تو واضح ہو جائے گا کہ مسلمان صرف نام کے ہی مسلمان رہ گئے ہیں اور مادہ پرستی میں ڈوب چکے ہیں۔ ایسے حالات میں اگر ہم نے جو زمانے کے امام کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں، جو آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق مذہب کی احیائے نو کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ،اور آپؑ کے مشن کی تکمیل کا عہد کیا ہے، بھی اپنی اخلاقی حالت کو بہتر کرنے کی کوشش نہ کی تو پھر محض یہ کہہ دینا کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہوئی ہے ایک بے معنی زبانی دعویٰ ہے اور ہماری بیعت بے مقصد ہے۔ پھر ہمارا یہاں جمع ہونا بھی صرف ایک دنیاوی تقریب کی طرح ہے۔ اس لیے ہمیشہ جلسے کے اصل مقاصد کو مد نظر رکھنا چاہیے اور اس روحانی تقریب کے مقاصد کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دل سے نکلی ہوئی دعاؤں کے وارث بننے والے ہوں جو آپ نے اپنی جماعت کے مخلصین کے لیے کیں جو درج ذیل ہے:

”وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بد چلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقت نماز با جماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور نا گفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 46تا47)

اللہ کا بہت ذکر کریں اور جلسہ کی کارروائی کے دوران جب وقفہ ہو اور راتوں کو بھی تو نماز ادا کریں۔ پختہ عہد کریں کہ ’اے اللہ! ہم اس جلسے میں، جس کا آغاز محض تیرے ارادے و تائید سے ہوا تھا، نیک نیتی کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں۔ ہم جلسے میں صرف تیری رضا کے حصول کے لیے اور تیرے ذکر کو بڑھانے کے لیے اور تیری محبت کے حصول کی خاطر شامل ہو رہے ہیں۔ ہمیں ان تمام برکات کا وارث بنا جو تو نے اس جلسہ کے لیے مختص کی ہیں۔ ہمارے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا کر دے جو تو چاہتا ہے جس کے لیے تو نے حضرت محمد ﷺ کے غلام صادق کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا تاکہ ہم حقیقی طور پر آپ کی بیعت کرنے والوں میں شامل ہو سکیں۔

جلسہ کے بعد آپ لوگ اپنے دنیاوی معاملات میں مشغول ہو جائیں گے لیکن اس جلسہ میں شامل ہونے کا تجربہ آپ کو تب ہی فائدہ دے سکتا ہے جب آپ دینی امور کو دنیوی معاملات پر ترجیح دیں گے۔ مذہب کو ہمیشہ ترجیح دیں اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہر ایک احمدی کے ساتھ احمدیت، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اسلام کی عزت وابستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے ،آپ کے جلسہ سالانہ کو اعلیٰ کامیابیوں سے نوازے ،آپ کو جلسے کی کارروائی سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے، آپ کو بیعت کے تقاضے پورا کرنے والا بنائے ،ہمیشہ نظام خلافت کا وفادار بنائے رکھے اور آپ کو اپنی زندگیوں میں ایسی حقیقی تبدیلی لانے والا بنائے جس سے آپ نیکی ،تقویٰ ،خدمت انسانیت اور اسلام میں بڑھنے والے ہوں ۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا فضل فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس